Scholar Insight Journal
https://scholarinsightjournal.com/
Volume.4, Issue.1 (Jan-Mar-2026)
Acceptance Date03-02-2026

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 18-02-2026

امام محمد الشیبانیؒ کا اسلوبِ تدوین فقہ—کتاب الاصل کے تناظر میں

Imam Muhammad Al-Shaybani,s Methodology of Juristic Compilation in the Light of Kitāb al-Aṣl

Kubra Begum
PhD. Scholar, Institute of Islamic studies and Shariah, MY University Islamabad, Pakistan
Kubrazeshan544@gmail.com
Dr Najam Ud Din Kokab Hashmi
Assistant Professor, Institute of Islamic studies and Shariah, MY University Islamabad, Pakistan
najmuddin@myu.edu.pk

Abstract

Imam Muhammad ibn al-Hasan al-Shaybānī (d. 189 AH) occupies a central place in the history of Islamic jurisprudence as one of the foremost codifiers of Ḥanafī fiqh. His seminal work, Kitāb al-Aṣl, represents one of the earliest systematic and comprehensive efforts to compile juristic rulings in a structured manner. In this work, Imam Muhammad begins each chapter with authoritative reports from the Companions and Successors, followed by the legal opinions of his teachers, Imam Abū Ḥanīfah and Imam Abū Yūsuf, while elaborating on subsidiary issues with remarkable depth. He also records the views of contemporary jurists such as Imam Ibn Abī Laylā in cases of disagreement, presenting comparative discussions and providing reasoned preferences.

The significance of Kitāb al-Aṣl lies in its methodological clarity, strength of legal reasoning, comprehensive coverage of issues, and accessible style of expression. It laid the foundation for the continuity and intellectual expansion of Ḥanafī jurisprudence and became a primary reference for later juristic works, including al-Shaybānī's own al-Mabsūṭ and beyond. In contemporary contexts, its methodological approach continues to serve as a model for the codification of Islamic law, emphasizing systematic arrangement, reliance on transmitted reports, and the exercise of juristic reasoning to address evolving practical issues.

Keywords: Imam Muhammad al-Shaybānī, Kitāb al-Aṣl, Ḥanafī fiqh, codification of Islamic law, juristic methodology, Islamic jurisprudence

تعارف

اسلامی فقہ کی تدوین دراصل شریعتِ مطہرہ کے احکام کو ایک منظم اور مرتب صورت میں جمع کرنے کا نام ہے تاکہ امت کو دینی و عملی معاملات میں راہنمائی میسر ہو۔ عہدِ نبوی ﷺ میں براہِ راست قرآن و سنت کی روشنی میں مسائل حل ہوتے تھے اور صحابہ کرامؓ سے استفسار کیا جاتا تھا۔ دورِ صحابہ و تابعین میں یہ عمل تفسیر و روایت اور انفرادی اجتہاد کی صورت میں جاری رہا، مگر مسائل کے بڑھنے اور نئے نئے حالات پیش آنے کے بعد فقہی ذخیرے کو منہجی اور منظم شکل میں مرتب کرنے کی ضرورت

CC BY

محسوس ہوئی۔ چنانچہ دوسری صدی ہجری میں ائمہ مجتہدین نے علمی بصیرت اور فقہی ذوق کے ساتھ فقہ کی تدوین کا آغاز کیا۔ اس مرحلے میں جہاں اصولِ فقہ کی بنیادیں رکھی گئیں، وہیں فروعات کو بھی فقہی ابواب کے تحت مرتب کیا گیا۔ یہی عمل آگے چل کر فقہی مکاتبِ فکر کے قیام اور فقہ کی کتبِ مدوّنہ کی صورت میں ظاہر ہوا، جن میں امام محمد الشیبانیؒ کی الاصل کو اولین اور بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

امام محمد شیبانیؒ (م189ھ) کا نام فقہ اسلامی کی تدوین کے حوالے سے جن اکابر فقہاء نے بنیادی کردار ادا کیا، ان میں نمایاں ترین ہے۔ آپ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے جلیل القدر شاگرد اور فقہ حنفی کے اولین مدوّن شمار ہوتے ہیں۔ آپ نے اپنے اساتذہ کے علمی سرمایہ کو محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ مسائل کی تفریع، ابواب کی ترتیب اور دلائل کی توضیح کے ذریعے فقہ کو ایک باقاعدہ منہج عطا کیا۔ امام محمدؒ کی تصانیف بالخصوص المبسوط المعروف کتاب الاصل فقہ اسلامی کی اولین اور عظیم الشان موسوعہ ہے، جس نے بعد کی فقہی کتب کے لیے بنیادی ماخذ اور منہج کا کردار ادا کیا۔ اس کتاب میں امام محمدؒ نے فقہی مسائل کو نہایت منظم انداز میں جمع کیا، اختلافاتِ ائمہ کو مدلل طریقے سے پیش کیا، اور نصوص و قیاس دونوں سے استدلال کیا۔ اسی علمی کاوش نے فقہ کو منتشر روایات سے نکال کر مدون اور مرتب شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ چنانچہ "الاصل" نہ صرف فقہ حنفی بلکہ پوری فقہ اسلامی میں اسلوبِ تدوین اور استدلالی طرز کی درخشاں مثال ہے۔ زیرِ بحث مقالے میں یہ واضح کریں گے کہ امام محمد الشیبانیؒ نے کتاب الاصل میں کس طرح فقہ کو مدون کیا، ان کا اسلوبِ استدلال کیا تھا، اختلافی مسائل میں ان کا طریقِ کار کیا تھا، اور کس طرح ان کی یہ کاوش فقہ اسلامی کی تاریخ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ مزید برآں یہ بھی دیکھا جائے گا کہ عصرِ حاضر کے فقہی مباحث میں امام محمدؒ کے منہج سے کس طرح استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کے حوالے سے راقم التحریر کی نظر سے امام محمد پر بہت زیادہ تحقیقی کام گزرا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہیں:

ایم فل کی سطح پر ایک مقالہ " امام محمد شیبانی اور علم حدیث میں ان کی خدمات" مقالہ نگار" محمد اکمل " نے اپنے سپر وائزر " عبدالباسط خان" کی زیر نگرانی یونیورسٹی آف پنجاب لاہور میں مکمل کیا ہے۔

"امام محمد بن حسن شیبانی اور ان کی حدیث میں خدمات" مقالہ نگار" فضل الرحمن " نے : "محمد ممتاز الحسن" کی زیر نگرانی ایم اے کی ڈگری کے حصول کے لئے منہاج یونیورسٹی لاہور میں یہ مقالہ تحریر کیا۔

"محمد بن الحسن الشیبانی محدثہ فقیہا " کے عنوان کے تحت مقالہ نگار "عزالدین حسین الشیخ" نے سپر وائزر "امتیاز احمد" کی نگرانی میں پی ایچ ڈی سطح پر انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد پاکستان میں مقالہ تحریر کیا۔

"منہج الامام محمد شیبانی کتاب الآثار" کے عنوان کے تحت مقالہ نگار نورالدین عبدالرشید نے "حسین الجبوری" کی زیر نگرانی ایم

فل سطح کا مقالہ انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد پاکستان میں مکمل کیا۔

"امام محمد ابو الحسن الشیبانی کی نادر تصنیف الامالک کا تحقیقی مطالعہ" مقالہ نگار "محمد نصیر" نے اپنی پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لئے یونیورسٹی آف کراچی میں مکمل کیا۔

"حالت جنگ میں اسلام کے ضابطہ ایمان ضمانت تحفظ سے متعلق امام محمد حسن شیبانی کی السیر الکبیر کا علمی و تحقیقی جائزہ" مقالہ نگار "محمد زکریا مرتضٰی "سپر وائزر" مشتاق احمد" نے ایم فل قرطبہ یونیورسٹی آف سائنسز اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی ڈیرہ اسماعیل خان میں مکمل کیا۔

"شیبانی کا استنباط احکام کے لیے حدیث سے استدلال: کتاب الاصل کی روشنی میں ایک تنقیدی مطالعہ" کے عنوان کے تحت ڈاکٹر مبشر کا آرٹیکل فکر و نظر میں ستمبر 2009 میں شائع ہوا۔

ان تمام آرٹیکل اور مقالات کو سامنے رکھیں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ پر مختلف جہات اور زاویوں سے تحقیق ہوئی ہے اور ان کی تصنیف شدہ کتب کے حوالے سے بھی تحقیق کاروں نے سیر حاصل کام کیا ہے، لیکن کتاب الاصل کے حوالے سے ان کے اسلوبِ تدوین فقہ پر تا حال کوئی کام نظر سے نہیں گزرا۔

امام محمد الشیبانیؒ کی علمی شخصیت کا تعارف

آپ کا پورا نام "أبو عبد الله محمد بن فرقد الشيباني بالولاء الفقيه الحنفي"[1] ہے۔ آپ فقہ حنفی کے عظیم محدث، فقیہ اور مدوّن شمار ہوتے ہیں۔ آپ کا تعلق قبیلہ شیبان سے تھا۔ آپ کے آباء واجداد کا اصل تعلق شام سے تھا اور دمشق کے مضافات میں وسطِ غوطہ کی ایک بستی "حرستا"[2] آپ کا وطنِ اصلی تھا۔ آپ کے والد شام سے عراق تشریف لائے اور "واسط"[3] میں سکونت اختیار کی، یہیں 132ھ میں امام محمدؒ کی پیدائش ہوئی۔ نشو ونما اور تعلیم و تربیت کوفہ میں ہوئی۔ جب آپ کی عمر 14 برس کی تھی آپ امام اعظم ابو حنیفہ □ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اکتساب فیض کیا۔ کچھ سال تک امامؒ صاحب کی خدمت میں رہے بعد ازاں

---

[1] أبو العباس شمس الدين أحمد بن محمد بن إبراهيم بن أبي بكر ابن خلكان، **وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان**، المحقق إحسان عباس (بيروت: دار صادر، 1971ء)، 184/4۔

[2] حرستا (حَرَسْتا) شام کے دارالحکومت دمشق کے شمال مشرق میں واقع ایک بستی ہے۔ یہ غوطۂ دمشق کے وسط میں واقع ہے اور دمشق شہر سے تقریباً 7 تا 8 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ یاقوت حموی کے مطابق یہ مقام دمشق اور حمص کے درمیان واقع شاہراہ پر آتا ہے اور اپنے سرسبز باغات و آبادی کی وجہ سے مشہور رہا۔ آج کل بھی یہ علاقہ دمشق کے نواحی قصبات میں شمار ہوتا ہے۔ [شھاب الدین ابو عبداللہ الحموی، **معجم البلدان** (بیروت: دار صادر، 1995م)، 241/2۔]

[3] واسط شہر کی بنیاد حجّاج بن یوسف نے سن 83ھ میں رکھی۔ یہ شہر دجلہ کے کنارے آباد کیا گیا تھا اور اپنے نام کی طرح بصرہ اور کوفہ کے بالکل "وسط" میں واقع تھا۔ بصرہ اور کوفہ دونوں سے واسط کا فاصلہ تقریباً 50 فرسخ (240–250 کلو میٹر) بتایا جاتا ہے۔ آج کل واسط کا علاقہ عراق کے جنوبی حصے میں "محافظة واسط" کے نام سے موجود ہے، جس کا صدر مقام الکوت ہے۔ [شھاب الدین ابو عبداللہ الحموی، **معجم البلدان**، 347/5۔]

امام ابو یوسفؒ سے تکمیل کی۔

"ابتدائی تعلیم کے بعد آپ نے علمِ حدیث کی طلب میں مشاہیر محدثین سے ملاقات کی اور امام اعظم ابو حنیفہؒ کے درس میں دو برس شریک رہے۔ بعد ازاں فقہ کی باقاعدہ تعلیم وتفقہ امام ابو یوسفؒ سے حاصل کیا جو امام ابو حنیفہؒ کے جلیل القدر شاگرد اور قاضی القضاۃ تھے۔"[4] آپ نے امام مسعر بن کدامؒ، امام اوزاعیؒ، امام سفیان ثوریؒ اور امام مالکؒ وغیرہ سے بھی علم حدیث میں استفادہ کیا۔"[5]

حتی کہ آپ باتفاق اہل علم فقہ کے بلند پایہ امام تفسیر و حدیث کے حاذق وماہر اور لغت و ادب کے نازش روزگار مسلم شخصیت بن کر ابھرے۔

آپؒ علم وفقہ سے بہت شغف رکھتے تھے۔ امام صاحب ؒ خود فرماتے ہیں :

"مجھے آبائی ترکہ میں سے 30 ہزار درہم دینار ملے تھے، جن میں سے آدھے میں نے لغت و شعر کی تحصیل میں صرف کیے اور آدھے فقہ وحدیث کی تحصیل میں صرف کر دیئے۔"[6]

امام محمد شیبانیؒ فرماتے تھے:

"میں امام مالکؒ کے پاس تین سال رہا، اور ان سے سات سو سے زائد احادیث لفظاً روایت کیں۔ اسی طرح انہوں نے امام مسعر بن کدامؒ، امام سفیان ثوریؒ اور امام عمرو بن دینارؒ سمیت کئی دیگر محدثین سے بھی روایت کی۔ ان سے امام شافعیؒ نے بھی روایت کیا، ان کی صحبت اختیار کی اور ان سے بہت نفع حاصل کیا۔"[7]

امام محمد شیبانیؒ امام ابو حنیفہؒ کے خاص تلامذہ میں سے ہیں اور ظاہر الروایہ کی بنیادی کتب کے مصنف ہیں۔ ان کی امام مالکؒ سے طویل شاگردی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ صرف حنفی فقہ کے عالم نہیں تھے بلکہ مدینہ کے فقہی وحدیثی ماحول سے بھی براہِ راست فیضیاب ہوئے۔ امام شافعیؒ کا ان سے تاثر لینا اور ان کی صحبت میں رہنا اس بات کی علامت ہے کہ ائمہ کے مابین علمی تعلقات نہایت گہرے اور باہمی استفادے پر مبنی تھے۔ روایت "سبع مائة حديث ونيفا" اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انہوں نے محض فقہ ہی نہیں بلکہ حدیث میں بھی قابل لحاظ ذخیرہ امام مالکؒ سے حاصل کیا۔

---

[4] ابن خلکان، **وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان**، 184/4۔

[5] ابو عمر یوسف بن عبد البر، **الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الفقہاء** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س۔ن)، 174۔ علی احمد الندوی، **الامام محمد بن الحسن الشیبانی نابغۃ الفقہ الاسلامی** (دمشق: دار القلم، 1414ھ)، 27۔

[6] ابو بکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب بغدادی، **تاریخ بغداد** (بیروت؛ دار الغرب الاسلامی، 1422ھ)، 562/2۔

[7] محمد بن محمد بن نصر اللہ بن سالم بن ابی الوفا، **الجواهر المضية في طبقات الحنفية** (حیدر آباد الدکن الهند: مطبعة مجلس دائرۃ المعارف النظامیۃ، 1332ھ۔)، 42/2۔

شیوخ واساتذہ

امام محمد شیبانیؒ نے علمائے کوفہ کے علاوہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بصرہ، شام، واسط، خراسان اور یمامہ وغیرہ کے سینکڑوں ائمہ مشائخ سے علمی استفادہ کیا ہے ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:

"اہل کوفہ میں امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، امام زفرؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام مسعر بن کدامؒ، امام مالک بن مغولؒ، امام حسن بن عمارؒ وغیرہ۔ اہل مدینہ میں سے امام مالکؒ، امام ابراہیمؒ، امام ضحاکؒ وغیرہ۔ اہل مکہ میں سے امام سفیان بن عیینہؒ، امام طلحہ بن عمروؒ، امام زمعہ بن صالحؒ۔ اہل بصرہ میں سے امام ابو العوامؒ وغیرہ۔ اہل واسط میں سے عباد بن العوامؒ، امام شعبہ بن الحجاجؒ، امام ابو مالکؒ، امام عبد الملک نخعیؒ۔ اہل شام میں سے امام ابو عمروؒ، امام عبد الرحمنؒ، امام اوزاعیؒ وغیرہ ا۔ہل خراسان میں سے امام عبد اللہ بن مبارک اہل یمامہ میں سے امام ایوب بن عتبہ التمیمیؒ وغیرہ۔"[8]

درس وتدریس

امام محمدؒ نے 20 برس کی عمر میں تدریسی خدمات انجام دینا شروع کر دی تھی اور اپنے چشمہ علم سے ہزاروں تشنگان علم کو سیراب کیا۔ جب آپؒ کوفہ میں موطا کا درس دیتے تھے تو اس کثرت سے لوگوں کی آمد ہوتی کہ راستے مسدود ہو جایا کرتے تھے۔ اس کے پیش نظر عبد البر نے کہا:

" وَمِمَّا بِهِ أَهْلُ الْحِجَازِ تَفَاخَرُوا ... بِأَنَّ الْمُوَطَّا بالعراق محبب۔"[9]

اہل حجاز کو جن امور پر فخر حاصل ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ موطا عراق میں محبوب ہے۔

تفقہ واستنباط

امام محمدؒ کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے اپنے کمرہ میں کتابوں کے ڈھیر کے درمیان بیٹھے رہتے اور دن رات کتابیں لکھتے تھے۔ اس طرح آپؒ نے ایک ادارہ کے برابر تصنیف کی خدمات بھی انجام دی ہیں۔ کل مسائل جو آپ نے قران و سنت کی روشنی میں مستنبط کیے ہیں ان کی تعداد 10 لاکھ ستر ہزار ہے۔

امام محمدؒ نے فقہ اسلامی میں عظیم الشان علمی کارنامہ سرانجام دیا۔ "آپ نے بے شمار نایاب اور گراں قدر کتب تصنیف فرمائیں جن میں الجامع الکبیر، الجامع الصغیر، المبسوط (الاصل)، السیر الکبیر، السیر الصغیر، الزیادات نمایاں ہیں۔"[10] آپ کی تصانیف میں فقہی

---

[8] محمد زاہد بن حسن الکوثری، **بلوغ الامانی فی سیرۃ الامام محمد بن الحسن الشیبانی** (مصر: المکتبۃ الازہریہ للتراث، 1418ھ)، 78۔

[9] ابو عمر یوسف بن عبد البر، **التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید**، محقق: مصطفی بن احمد العلوی (المغرب: وزارۃ عموم الاوقاف والشوون الاسلامیہ، 1387ھ)، 83۔

[10] ایضاً، 184/4۔

CC BY

مسائل کے ساتھ ساتھ عربی زبان اور اس کے دقیق اسالیب پر بھی مباحث ملتے ہیں۔ آپ نہایت فصیح و بلیغ تھے، یہاں تک کہا جاتا تھا کہ "جب امام محمدؒ بات کرتے تو ایسا محسوس ہوتا گویا قرآن انہی کی زبان میں نازل ہوا ہو۔"[11]

علم و فضل میں آپؒ کا مقام اس قدر بلند تھا کہ بڑے بڑے ائمہ آپؒ کے علم کا اعتراف کرتے تھے۔ آپ کی علمی کاوشوں نے فقہ کو نہ صرف ایک منہجی اور منظم ڈھانچے میں ڈھالا بلکہ فقہی اختلافات کو علمی بنیادوں پر محفوظ کر کے آئندہ نسلوں کے لیے ایک قیمتی سرمایہ چھوڑا۔امام شافعیؒ نے بغداد میں قیام کے دوران امام محمدؒ سے ملاقات کی اور ان کے ساتھ علمی مجالس ہوئیں، یہاں تک کہ خلیفہ ہارون الرشید بھی ان مجالس میں شریک ہوتے۔

امام شافعی فرماتے ہیں:

" ایک مرتبہ میں نے آپ کے ہاں رات کو قیام کیا اور صبح تک نماز پڑھتا رہا، لیکن امام محمدؒ رات بھر لیٹے رہے اور صبح ہونے پر بغیر تجدیدِ وضو کے نماز فجر ادا کر لی ، مجھے یہ بات کھٹکی تو میں نے آپ سے اس کا تذکرہ کیا ،آپؒ نے فرمایا : آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں سو گیا تھا ایسا نہیں تھا بلکہ میں نے کتاب اللہ سے تقریبا ایک ہزار مسائل کا استنباط کیا ہے۔ پس آپ نے تو اپنی ذات کے لیے عمل کیا اور میں نے پوری امت کے لیے۔"[12]

امام شافعیؒ نے فرمایا:

"میں نے کسی کو ایسا نہیں پایا کہ جس سے کسی پیچیدہ مسئلے کے بارے میں سوال کیا جائے تو اس کے چہرے پر ناپسندیدگی ظاہر ہو، سوائے محمد بن حسن کے۔"[13]

ایک اور مقام پر فرمایا:

"میں نے امام محمد بن حسن سے اتنا علم حاصل کیا کہ اگر اسے ایک اونٹ پر لادا جائے تو بوجھ بن جائے۔"[14]

یعنی امام شافعیؒ نے یہ اعتراف کیا کہ انہوں نے امام محمد شیبانیؒ سے بے پناہ اور کثیر علم سیکھا، جو ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر ہے۔

ایک اور جگہ امام شافعیؒ نے فرمایا :

"أمَنَّ الناسَ عليَّ في الفقه محمدُ بن الحسن"[15]

---

[11] ابن خلکان، **وفیات الأعیان و أنباء أبناء الزمان**، 4/184۔

[12] امام احمد رضا خان، **جامع الحدیث**، مترجم محمد حنیف خان رضوی (گجرات: مرکز اہل سنت برکات رضا، 2001)، 256۔

[13] ابو اسحاق ابراہیم بن علی الشیرازی، **طبقات الفقهاء**، المحقق احسان عباس (بیروت: دار الرائد العربی، 1970)، 135۔

[14] شیرازی، **طبقات الفقهاء**، ص 135۔

CC BY

Scholar Insight Journal
https://scholarinsightjournal.com/
Volume.4, Issue.1 (Jan-Mar-2026)
Acceptance Date03-02-2026

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 18-02-2026

یعنی فقہ میں جن لوگوں کا مجھ پر سب سے زیادہ احسان ہے، وہ محمد بن حسن شیبانیؒ ہیں۔ یہ جملہ امام شافعیؒ کے اعترافِ فضل کا مظہر ہے کہ فقہ اسلامی کے اس عظیم امام نے بھی امام محمدؒ کو اپنے بڑے محسن اور استاد کے طور پر یاد کیا۔

اسی طرح ان کی سیرت میں زہد و قناعت کی جھلک بھی نمایاں ہے۔ محمد بن سماعہؒ روایت کرتے ہیں کہ امام محمد بن حسنؒ نے اپنے اہلِ خانہ سے فرمایا:

> "دنیاوی ضروریات کے بارے میں مجھ سے سوال نہ کیا کرو، تاکہ میرا دل ان میں مشغول نہ ہو۔ جو ضرورت ہو وہ میرے وکیل سے لے لیا کرو، کیونکہ اس طرح میرا دل کم از کم ان فکروں سے آزاد رہے گا اور میں اپنے قلب کو علم و فقہ کے لیے یکسو رکھ سکوں گا۔"[16]

یہ واقعہ واضح کرتا ہے کہ امام محمدؒ کی زندگی کا اصل سرمایہ اور مقصد دنیاوی مال و متاع نہیں بلکہ علم کی خدمت اور فقہ کی تدوین تھا۔

وفات:

"آپؒ کا وصالؒ 189ھ میں رَے (ایران) کے مقام پر ہوا اور وہیں آپ کی تدفین ہوئی۔"[17] امام سمعانیؒ کا قول ہے کہ امام محمد شیبانیؒ اور مشہور نحوی و قاری امام کسائیؒ ایک ہی دن ری میں وفات پائے، اس پر خلیفہ ہارون الرشید نے کہا تھا:

> "آج میں نے ری میں فقہ اور عربیت (فقہ و لغت دونوں علوم) دفن کر دیے۔"[18]

فقہ حنفی کی تدوین میں امام شیبانیؒ کا کردار

فقہ اسلامی کی تاریخ میں امام محمد شیبانیؒ وہ عظیم المرتبت شخصیت ہیں جنہوں نے فقہ حنفی کو باقاعدہ تدوین و تحریر کی شکل دے کر اسے ایک منظم فقہی مکتب فکر کی بنیاد فراہم کی۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اگر امام محمد شیبانیؒ نہ ہوتے تو فقہ حنفی کا یہ عظیم علمی ذخیرہ اس وسعت اور ترتیب کے ساتھ امت تک نہ پہنچ پاتا۔

امام سرخسیؒ فرماتے ہیں :

> "وہ شخصیت جس نے پوری یکسوئی کے ساتھ امام ابو حنیفہؒ کی تفریعات کی تصنیف کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا وہ محمد بن حسن شیبانیؒ کی شخصیت ہے امام سرخسیؒ نے متعلمین کی ترغیب و دلچسپی اور ان کی آسانی کی خاطر المبسوط تالیف کی جس میں الفاظ کو انتہائی وضاحت اور تکرار مسائل کے ساتھ بیان کیا تاکہ

---

[15] ابو بکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب بغدادی، **تاریخ بغداد** (بیروت: دار الغرب الاسلامی، 1422)، 567/2۔

[16] خطیب بغدادی، **تاریخ بغداد**، 567/2۔

[17] ابن خلکان، **وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان**، 185/4۔

[18] شیرازی، **طبقات الفقہاء**، ص 135۔

CC BY

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 18-02-2026

متعلمین اگر انہیں یاد کرنا چاہیں تو یاد کر لیں اور اگر چاہیں تو انکار کر دیں۔"[19]

فقہ عراقی کے تحفظ میں امام محمد شیبانیؒ کا کارنامہ

فقہ عراقی کے تحفظ و بقا میں امام محمد شیبانیؒ کا کردار روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ اگر ان کے ہاتھوں یہ فقہ مدون نہ ہوتی تو اس کا بڑا حصہ ضائع ہو جاتا اور مذہبِ حنفی کی علمی تاریخ نامکمل رہتی۔ حقیقت یہ ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ نے تصنیف و تالیف کے بجائے زیادہ تر توجہ رجال سازی اور شاگردوں کی علمی تربیت پر مرکوز رکھی تھی۔ انہی سے عقائد کے متعلق چند مختصر رسائل کے علاوہ کوئی مستقل تالیف منقول نہیں ہے۔ اسی طرح امام ابو یوسفؒ کی تصنیفات بھی نہایت محدود ہیں اور زیادہ تر مخصوص موضوعات تک محدود رہیں، لہٰذا انہیں دوسری صدی میں فقہ عراقی کی باقاعدہ تدوین شمار نہیں کیا جا سکتا۔

اس کے برعکس جب ہم امام محمد شیبانیؒ کی علمی میراث پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ ایک عظیم اور شاندار ذخیرے کی صورت میں سامنے آتی ہے۔ اس بات کا اعتراف ڈاکٹر محمد الدسوقی نے ان الفاظ میں کیا ہے:

"ان کی مؤلفات نے فقہ عراقی اور اس کے دلائل کو منہجی ترتیب اور فقہی تبویب کے سانچے میں ڈھال دیا۔ ان کی تحریریں نہ صرف ان کی غیر معمولی حافظہ و فکری صلاحیت کی مظہر ہیں بلکہ ان کی گہرائی، جامعیت، احتیاط اور فقہی مہارت کی بھی آئینہ دار ہیں۔ امام محمدؒ نے اشباہ و نظائر کو یکجا کر کے فقہ حنفی کے لیے ایک ایسا مضبوط علمی ڈھانچہ فراہم کیا جس نے اس مکتب فکر کو آنے والی صدیوں تک زندہ اور تابندہ رکھا۔"[20]

تدوینِ فقہ میں امام محمد شیبانیؒ کی مساعی

تدوینِ فقہ کے میدان میں امام محمد شیبانیؒ کی بے مثال مساعی فقہائے اہلِ رائے کی فقہ کی حفاظت اور اس کے فروغ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کی کاوشوں سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ فقہ عراقی کی تدوین اور بقا میں سب سے اہم کردار انہی کا ہے۔ امام محمدؒ نے اپنی عظیم تصنیف الاصل (المبسوط) کے ذریعے فقہ حنفی کو ایک جامع اور انسائیکلوپیڈیائی شکل عطا کی۔ اس کتاب کے بعد انہوں نے متعدد دیگر تصانیف بھی مرتب کیں جن میں وہی مسائل اور آراء دوبارہ ذکر کیے گئے جو پہلے الاصل میں آ چکے تھے۔ یہ تکرار محض اعادہ نہیں تھا بلکہ اس کے ذریعے فقہ کے ان مسائل کو مزید محفوظ کرنے اور ان کی اشاعت کو یقینی بنانے کا موقع پیدا ہوا۔ یوں امام محمدؒ کی دوسری کتب جیسے الجامع الکبیر، الجامع الصغیر، الزیادات، السیر الکبیر وغیرہ فقہ حنفی کی بقا، اشاعت اور توسیع کا ذریعہ بن گئیں۔ دراصل یہ ان کے غیر معمولی تدریسی و تدوینی منہج کی دلیل ہے کہ انہوں نے ایک ہی علمی سرمائے کو مختلف تصانیف میں بیان کر کے اسے مزید پائیداری اور دوام بخشا۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ نے فقہ کے اصول و فروع کو استنباطی طریق پر بیان فرمایا لیکن انہیں باقاعدہ کتابی صورت میں مدون نہیں کیا،

[19] محمد بن احمد بن ابی سهل شمس الائمۃ السرخسی، **المبسوط**، (مصر: مطبعۃ السعادۃ، س۔ن)، 3/1۔

[20] ڈاکٹر محمد الدسوقی، **امام محمد حسن شیبانی اور ان کی خدمات**، مترجم حافظ شبیر احمد، محمد یوسف فاروقی (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، 2005)، 458۔

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 18-02-2026

اور امام ابو یوسفؒ (م182ھ) نے فقہ حنفی کو سرکاری و قضائی سطح پر عملی جامہ پہنایا اور ان قضاء و فتویٰ کو عملی صورتوں میں نمایاں کیا، لیکن امام محمدؒ نے اپنے وسیع علمی ذوق اور دقیق فکری اسلوب کے ذریعے ان دونوں کے افکار کو کتابی صورت میں محفوظ کیا، جس کی بنیاد پر فقہ حنفی ایک مستقل "فقہی مکتب فکر" کے طور پر سامنے آیا۔ امام شیبانیؒ نے جو کتب تحریر کیں انہیں "کتب ظاہر الروایہ" کہا جاتا ہے، اور یہ فقہ حنفی کی اصل بنیاد ہیں۔ یہ چھ کتب (الاصل، الجامع الکبیر، الجامع الصغیر، السیر الکبیر، السیر الصغیر، الزیادات) فقہ حنفی کا ایسا بنیادی سرمایہ ہیں جن پر بعد کے تمام فقہاء نے اپنی تحقیقات کی بنیاد رکھی۔ یہ کتابیں فقہ حنفی کے "مستند مراجع" شمار ہوتی ہیں، اور بعد کے فقہاء نے انہی کو بنیاد بنا کر شروح و حواشی تحریر کیے۔

المختصر مکتبِ حنفی اور امام محمد شیبانیؒ کی تصانیف کے مابین نہایت گہرا تعلق پایا جاتا ہے، یہاں تک کہ بعض اہلِ علم نے کہا ہے کہ:

> "مذہبِ احناف در اصل امام محمدؒ کی کتب ہی کا دوسرا نام ہے۔"[21]

ابو حنیفہ و ابو یوسف کی آراء کا تحفظ

امام محمدؒ نے اپنے اسلوب میں مسائل کو ذکر کر کے ساتھ ہی امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے اقوال بھی بیان کیے۔ اس طرح انہوں نے اپنے دونوں اساتذہ کی آراء کو آئندہ نسلوں تک محفوظ کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ فقہ حنفی میں جہاں بھی اختلافی اقوال پائے جاتے ہیں ان کی اصل روایت زیادہ تر امام محمدؒ کے ذریعے ہی پہنچی ہے۔

خطیب بغدادی "تاریخ بغداد" میں لکھتے ہیں:

> "انہوں نے ہر مسئلہ کے ساتھ اپنے دونوں اساتذہ امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے اقوال بھی نقل کیے، اور بسا اوقات اپنے اجتہادی رائے کو بھی ذکر کیا۔ اس طرح فقہ حنفی میں اختلافی آراء کا ایک مستند ذخیرہ فراہم کیا۔"[22]

آپؒ نے فقہی مسائل کو صرف "فتاویٰ" کی شکل میں نہیں لکھا بلکہ ان کے دلائل، اصول اور علل بھی بیان کیے۔ اس سے فقہ حنفی کو ایک مضبوط علمی بنیاد ملی اور یہ صرف عملی فقہ نہیں بلکہ ایک فقہی و اصولی مکتب بن گیا۔

کتاب الاصل کا تعارف

امام محمد شیبانیؒ کی تصنیف المبسوط، جو کتاب الاصل کے نام سے بھی معروف ہے، فقہ حنفی کی اوّلین اور بنیادی کتاب ہے۔ یہ کتاب عربی زبان میں تحریر کی گئی۔ جب کہا جائے: "امام محمدؒ نے اصل میں فرمایا، تو اس سے مراد یہی کتاب ہوتی ہے۔"[23] یہ امام محمدؒ کی

---

[21] ڈاکٹر محمد ابراہیم، **دراسات فی الفقہ الاسلامی**، المبحث المذہب عند الحنفیہ (المملکۃ السعودیہ: مرکز البحث العلمی واحیاء التراث الاسلامی، س۔ن۔)، 21۔

[22] خطیب بغدادی، **تاریخ بغداد**، 568/2۔

[23] "رسم المفتی" میں یہ ذکر ہے کہ امام ابو یوسف کی مبسوط کو بھی "اصل" کہا جاتا ہے۔ حقیقت میں اس میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ کئی کتابیں

CC BY

سب سے پہلی اور سب سے اہم تالیف ہے جسے بعد کی تمام فقہی کتب کی اساس اور مرجع سمجھا جاتا ہے۔ فقہ کے مختلف ابواب پر اس کتاب میں ایسی قیمتی اور باریک جزئیات جمع کی گئی ہیں جن کی مثال کم ملتی ہے۔

کتاب الأصل کی ابتدائی ہیئت کے بارے میں کاتب چلبي (حاجي خليفة) نے "کشف الظنون" میں تحریر کیا ہے:

"امام محمد بن الحسنؒ نے الأصل کو شروع میں ایک مجموعی کتاب کی صورت میں نہیں لکھا تھا۔ بلکہ انہوں نے علیحدہ علیحدہ کتب تصنیف کیں، مثلاً: کتاب الصلاۃ، کتاب الزکاۃ، کتاب الصوم وغیرہ۔ "[24]

ابن الندیم نے "الفهرست" میں امام محمد بن شیبانیؒ کی تصانیف کی تفصیل دی اور ان کے مستقل کتب کے نام گنوائے۔

"ان میں سے چند یہ ہیں: کتاب الصلاۃ، کتاب الزکاۃ، کتاب المناسک، کتاب نوادر الصلاۃ، کتاب ا لنکاح، کتاب الطلاق، کتاب العتاق وأمهات الأولاد، کتاب السلم والبيوع، کتاب المضاربة الكبير، کتاب المضاربة الصغير، کتاب الإجارات الكبير، کتاب الإجارات الصغير، کتاب الصرف، ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔، کتاب التحري، کتاب المعاقل وغیرہ۔"[25]

یہ تمام کتب یا تو خود امام محمد شیبانیؒ نے جمع کرکے کتاب الأصل کی شکل دی، یا ان کے تلامذہ (خاص طور پر یحییٰ بن یحییٰ، کرخی، اور حاکم شہید وغیرہ) نے ان کو یکجا کرکے ایک عظیم مجموعہ بنا دیا۔ کچھ کتب مفقود ہو گئیں، کچھ مختصر شکل میں الحاکم الشہید کی "الكافي" میں موجود ہیں۔

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ الأصل دراصل ایک ضخیم "فقہی انسائیکلوپیڈیا" ہے، جو فقہی ابواب کی شکل میں آہستہ آہستہ تشکیل پایا اور بعد میں "ظاہر الروایہ" کی بنیادی کتب میں شمار ہونے لگا۔

نظرِ ثانی اور اعادہ تالیف

بعض محققین کا خیال ہے کہ امام محمد شیبانیؒ نے اپنی بعض تصانیف کی ترتیب و تالیف میں نظرِ ثانی کی۔ یعنی شروع میں انہوں نے فقہی ابواب کو مستقل کتب کی صورت میں تصنیف کیا (جیسے: کتاب الصلاۃ، کتاب الزکاۃ، کتاب البيوع وغیرہ)۔ لیکن بعد میں غالب امکان ہے کہ انہوں نے ان کتب کو از سرِ نو جمع اور مرتب کیا، اور انہیں ایک بڑے مجموعے کی شکل دی، جو بعد میں

"اصل" کے نام سے موسوم ہوں لیکن ان کے مصنف مختلف ہوں۔ [محمد أمین افندی الشہیر بابن عابدین، **شرح المنظومة المسماة بعقود رسم المفتي** (استنبول: در سعادت، 1325ھ)، 19۔]

[24] مصطفی بن عبداللہ بن یحیٰ، معروف بہ حاجی خلیفہ یا کاتب چلبی (م 1067ھ/1657ء)، **کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون** (لندن: مؤسسۃ الفرقان للتراث الاسلامی- مرکز دراسات المخطوطات الاسلامیہ، 1443ھ)، 1/466۔

[25] محمد بن اسحاق ابن ندیم، **الفہرست** (بیروت: دار المعرفۃ، 1417ھ)، 254۔

CC BY

"الأصل" یا "المبسوط" کے نام سے موسوم ہوا۔"[26]

مختلف نسخوں میں ابواب اور کتب کی ترتیب کا اختلاف اس بات پر اشارہ کرتا ہے:

"امام صاحب نے یا تو مختلف مراحل میں اس پر کام کیا یا بعد میں طلبہ نے اپنے طریقے سے اسے جمع کیا۔ الحاکم الشہید کی الکافي اور السرخسي کی المبسوط ان دونوں کتابوں میں بھی ابواب کی ترتیب مختلف ہے۔"[27]

اس سے یہ گمان قوی ہوتا ہے کہ امام محمد شیبانیؒ نے یا تو دوسری بار اس کی تدوین کی، یا تلامذہ نے مختلف روایتوں کے ذریعے اس کو یکجا کیا اور ان کے فقہی افکار میں وقت کے ساتھ ساتھ ترقی اور پختگی آتی گئی۔ اسی لیے ممکن ہے کہ انہوں نے بعض مسائل اور ابواب کو دوبارہ ترتیب دیا یا ان پر اضافہ وحذف کیا۔

اس میں امام ابو حنیفہؒ کے فتاویٰ اور مسائل کو جمع کیا گیا ہے، ساتھ ہی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے اختلافات کو بھی نقل کیا گیا ہے۔ جہاں اختلاف نہ ہو وہاں وہ مسئلہ ''متفق علیہ'' شمار کیا جاتا ہے۔ اس کتاب کی علمی حیثیت کا اندازہ اس واقعے سے بھی لگایا جاتا ہے کہ ایک غیر مسلم عالم نے جب اسے پڑھا تو فوراً ایمان لے آیا اور کہا:

"هذا كتاب محمَّدِكم الأصغر، فكيف كتاب محمّدكم الأكبر؟"[28]

"جب تمہارے چھوٹے محمد (امام محمدؒ) کی کتاب کا یہ حال ہے تو تمہارے بڑے محمد ﷺ کی کتاب کا کیا مقام ہوگا۔"

امام شافعیؒ سے منقول ہے:

"انہوں نے اس کتاب کی تعریف کی اور اس کے مسائل کو یاد کرنے کی کوشش کی۔"[29]

کتاب الاصل کی شروحات وتراجم

کتاب «الأصل» المعروف بـ «المبسوط» لِلإمام محمد شیبانیؒ کی متعدد طبعات ہوئی ہیں۔ اس کے قدیم و نادر نسخے مختلف صورتوں میں پائے جاتے ہیں، جن میں سب سے معتبر وہ نسخہ ہے جو امام محمدؒ کے شاگرد ابو سلیمان الجوزجانیؒ[30] (م200ھ) کے

---

[26] محمد بن الحسن الشيباني، **الأصل**، تحقیق ودراسۃ محمد بوینوکالن (بیروت: دار ابن حزم، 2012م)، 105۔

[27] شيباني، **الأصل**، 106۔

[28] حاجی خلیفہ، **کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون**، 237/6

[29] ایضاً، 237/6۔

[30] "یہ محمد بن موسیٰ بن سلیمان ہیں۔ انہوں نے فقہ کی تعلیم امام محمدؒ سے حاصل کی۔ مامون (عباسی خلیفہ) نے انہیں قضا (جج مقرر کرنے) کی پیشکش کی، لیکن انہوں نے قبول نہ کیا اور سنہ 200 ہجری کے بعد وفات پائی۔" [(شیرازی، **طبقات الفقھاء**، ص137)]

ذریعے منقول ہوا۔ بعد کے علماء نے اس کتاب پر کئی شروحات بھی لکھی ہیں۔

کتب وشروحاتِ المبسوط احناف کے مختلف ائمہ نے تصنیف کیں، مگر ان میں سے اکثر مفقود ہیں اور صرف ان کے نقول یا حوالہ جات دیگر کتب میں محفوظ ہیں۔مفقود نسخے درج ذیل ہیں:

المبسوط البکری:

"شیخ الاسلام ابو بکر خواہر زادہؒ (م 433ھ) نے شرح لکھی، "شرح خواہر زادہ" کے مصنف "شیخ الاسلام ابو بکر محمد بن احمد البخاری، معروف بہ "خواہر زادہ" ہیں ان کی یہ شرح "المبسوط یا مبسوط البکری" کے نام سے مشہور تھی۔ "[31]

یہ کتاب آج مفقود ہے۔بعد کے بعض فقہاء و مصنفین نے اس کتاب سے اقتباسات نقل کیے ہیں، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ اپنے دور میں رائج اور معتبر تھی، مگر مکمل نسخہ آج دستیاب نہیں۔

المبسوط للحلوائیؒ:

شمس الأئمہ الحلوائیؒ (م 448ھ) نے بھی کتاب الاصل پر کام کیا۔

"المبسوط للحلوانی " کے مصنف "امام ابو علی نصر بن یحییٰ الحلوانی"، فقہائے احناف کے بڑے ائمہ میں سے ہیں۔اس کا مخطوطہ مکتبہ سلیمانیہ (آیا صوفیا)، نمبر 1381 موجود ہے، جو کہ 852 اوراق پر مشتمل۔اگرچہ اس کا نام المبسوط ہے۔"[32]

تحقیق اور مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ یہ الحاکم الشھید کی کتاب "الکافی" کی شرح ہے، نہ کہ "کتاب الأصل" کی۔ ممکن ہے کہ حلوانی نے دو شروح لکھی ہوں: "شرح الأصل"، "شرح الکافی" مگر آج ہمارے پاس صرف شرح الکافی موجود ہے، جبکہ شرح الأصل مفقود ہے۔

دیگر شروحات

" فخر الإسلام البزدوی (ت 482ھ) کی شرح المبسوط کا ایک حصہ مکتبہ بایزید میں مخطوط کی صورت میں موجود ہے، جو فقہی واصولی انداز میں ہے اور الأصل کی طرز سے مختلف ہے۔اسی طرح الإسبیجابی کی طرف منسوب ایک شرح کا بھی ذکر ملتا ہے، مگر وہ مکمل طور پر مفقود ہے۔ابو اللیث السمرقندی (ت 373ھ)،

---

[31] شیبانی، **الأصل**، مقدمہ 117۔

[32] ایضاً، 117۔

شمس الأئمة الحلواني (ت 448ھ)، بکر خواھر زادہ (ت 483ھ)، صدر الِاسلام ابو الیسر البزدوی (ت 493ھ)، ناصر الدین السمرقندی (ت 556ھ)، اور علاء الدین الِاسبیجابي کی کتبِ المبسوط بھی اب ناپید ہیں۔ان سب میں سب سے زیادہ شہرت اور بقا حاصل کرنے والی تصنیف المبسوط للسرخسي (ت 483ھ) ہے، جو آج بھی مطبوع اور رائج ہے اور فقہ حنفی کی عظیم مرجع مانی جاتی ہے۔"[33]

رائج الزمانہ نسخے

آج یہ کتاب علامہ ابو الوفا افغانیؒ (حیدر آباد دکن کی احیاءالمعارف النعمانیہ کے چیئرمین) کی تحقیق کے ساتھ چار جلدوں میں مکتبہ الشاملہ پر دستیاب ہے، اگرچہ اس میں بعض ابواب کا فقدان نظر آتا ہے۔اس کے باوجود المبسوط فقہ حنفی کے بنیادی مصادر میں سے ہے اور آئندہ آنے والی فقہی کتب کے لیے بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ کتاب بعد میں "انجمن احیاء المعارف النعمانیہ، حیدر آباد دکن (ہند) سے پانچ جلدوں میں محققانہ شائع ہوئی۔"[34] نیز ڈاکٹر شفیق شحاتہ (قاہرہ یونیورسٹی کی فیکلٹی آف قانون کے پروفیسر) نے اس کا "کتاب البیوع والسَّلَم" حصہ تحقیق کے ساتھ شائع کیا جو کہ 333 صفحات پر مشتمل ہے اور یہ نسخہ بھی مکتبہ الشاملہ پر موجود ہے۔"[35]

"طبعۃ د. محمد بوینوکالن" دراصل ایک اکمل اور زیادہ کامل نسخہ ہے، جس میں کتاب کا بڑا حصہ شامل ہے۔ محقق نے کئی مخطوطات کی مدد سے اس کی تحقیق کی ہے اور بارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اغلب کتاب اس میں موجود ہے، اور یہ طبعۃ الشاملۃ میں بھی شامل کر دی گئی ہے۔ محقق نے مقدمہ میں امام محمد کے فقہی منہج اور کتاب کی اہمیت پر بھی مفصل گفتگو کی ہے۔اس لیے محققین اور طلبہ کے لیے آج کے دور میں د. محمد بوینوکالن کی تحقیق ہی سب سے زیادہ معتبر اور قابل اعتماد مانی جاتی ہے۔اس کتاب کے مقدمہ کا اردو ترجمہ پروفیسر اعجاز احمد جنجوعہ نے کیا جسے دار القائم مکتبہ نے شائع کیا ہے۔

کتاب الاصل کی فقہ اسلامی میں اہمیت

امام محمد شیبانیؒ کی شہرۂ آفاق تصنیف الاصل فقہ اسلامی کی تاریخ میں غیر معمولی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ کتاب نہ صرف فقہ حنفی بلکہ مجموعی طور پر فقہ اسلامی کے علمی و تدوینی سرمائے کی بنیاد ہے۔ الاصل اسلامی فقہ کی اوّلین اور سب سے جامع مدوّن شکل ہے جس میں امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے فتاویٰ و آراء کو مربوط اور باضابطہ انداز میں محفوظ کیا گیا۔ اس سے پہلے اہلِ رائے کی فقہ زیادہ

---

[33] ایضاً،118۔

[34] أبو عبد الله محمد بن الحسن الشيباني، **الأصل-(العبادات)**، والتعليق: أبو الوفا الأفغاني (ترکی: مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف،1966)

[35] محمد بن الحسن الشيباني، **الأصل-(البيوع والسَّلَم)**، محقق شفيق شحاتہ (قاہرہ: مطبعۃ جامعۃ،1954م)

تر زبانی روایت اور شاگردوں کی یادداشتوں تک محدود تھی۔ یہ کتاب فقہی مسائل وابواب پر ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ عبادات، معاملات، عقود، حدود، قصاص، عتق، نکاح اور تجارت جیسے موضوعات کو نہایت منظم انداز میں جمع کیا گیا۔ امام ابو حنیفہؒ نے زیادہ تر توجہ رجال سازی پر دی اور مستقل تالیف نہیں کی، جبکہ امام ابو یوسفؒ کی چند محدود تصانیف ہم تک پہنچیں۔ ایسے میں امام محمدؒ نے فقہ حنفی کو ضائع ہونے سے بچایا اور اسے مستقل علمی ذخیرے کی شکل دی۔

الاصل میں فقہائے اہلِ رائے کے اجتہادی اصول، قیاس کے طریقے اور اشباہ و نظائر کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جس نے بعد میں آنے والے فقہاء کو اجتہاد اور استنباط کا منہج عطا کیا۔ یہ کتاب صرف فقہ حنفی تک محدود نہیں رہی بلکہ امام شافعیؒ، امام مالکؒ کے تلامذہ اور بعد کے فقہاء نے بھی اس سے استفادہ کیا۔ فقہ حنفی کی دیگر بنیادی کتب (الجامعین، الزیادات، السیرین) دراصل الاصل ہی کے مباحث کی توسیع یا اعادہ ہیں، جو امام محمدؒ کی تدوینی حکمتِ عملی کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ کتاب الاصل فقہ اسلامی کے لیے محض ایک کتاب نہیں بلکہ وہ سنگِ میل ہے جس نے فقہ حنفی کو ایک منظم اور باضابطہ علمی ڈھانچے میں ڈھالا۔ اس کی بدولت فقہ حنفی نہ صرف محفوظ ہوا بلکہ فقہ اسلامی کی مجموعی تاریخ میں یہ کتاب ایک بنیادی ماخذ اور مرجع کی حیثیت اختیار کر گئی۔

کتاب الٗاصل اپنی بے پناہ مقبولیت اور فقہی وقعت کے اعتبار سے اسلامی علمی ذخیرے میں منفرد مقام رکھتی ہے۔ اس کتاب کو انہوں نے نہایت جانفشانی، عرق ریزی اور منظم انداز میں مرتب کیا، جس سے بڑے بڑے مشائخ اور اربابِ علم نے بھرپور استفادہ کیا اور پیچیدہ مسائل کے حل میں اس کو مرجع بنایا۔ اس کی عظمت کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ امام الشافعیؒ(م 204ھ) نے اس کتاب کو مکمل حفظ کیا اور اپنی شہرہ آفاق تصنیف کتاب الاُم اسی طرز پر مرتب کی۔ اسی طرح فقیہ ابوالحسن بن داودؒ اہل بصرہ کے مقابلے میں اہل عراق پر فخر کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ ہمارے پاس کتاب الٗاصل جیسا علمی سرمایہ ہے، جس میں صرف حلال و حرام کے فروعی مسائل کی تعداد ہی دس ہزار سے زائد ہے۔ یہ کتاب مصنف کے وسعتِ مطالعہ، غیر معمولی قوتِ حافظہ اور گہرے علمی تبحر کی روشن دلیل ہے۔

اس کتاب کی خصوصیات میں یہ امر نمایاں ہے کہ اس میں دلائل پر گہری نگاہ اور مضبوط طرزِ استدلال پایا جاتا ہے، اندازِ تحریر نہایت شگفتہ اور آسان فہم ہے، مسائل کی وضاحت بے غبار اور سلیس ہے، تقریباً تمام فقہی مباحث کا احاطہ کیا گیا ہے، اور بعض اوقات ایک ہی مسئلے کے کئی فروعات تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ انہی امتیازی خصوصیات نے کتاب الٗاصل کو امام محمدؒ کی دیگر تمام تصنیفات پر فوقیت عطا کی ہے اور اسے فقہ اسلامی کا انسائیکلوپیڈیا بنادیا ہے۔

آپؒ کا اسلوبِ تدوین فقہ نہ صرف فقہ حنفی بلکہ مجموعی طور پر اسلامی فقہ کے لیے سنگِ میل ہے۔ "الاصل" ان کی علمی بصیرت، اصولی مہارت اور فقہی دقتِ نظر کی عکاس ہے۔ ان کی کاوش نے فقہ کو منتشر آراء اور زبانی روایت سے نکال کر ایک مدون اور

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 18-02-2026

منظم علمی شکل عطا کی، جو آج تک اسلامی قانون کا بنیادی حوالہ سمجھی جاتی ہے، جس سے بعد کی فقہی تصانیف نے استفادہ کیا۔یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب آج بھی فقہ اسلامی کی اصل ماخذ اور علمی مرجع کے طور پر زندہ و تابندہ ہے۔

کتاب الاصل کی تالیف میں امام محمدؒ کا منہج

کتاب کا منہج یہ ہے کہ ہر فقہی باب کو امام محمدؒ پہلے آثار و روایات صحیحہ سے شروع کرتے ہیں، پھر ان پر فقہی مسائل اور جوابات ذکر کرتے ہیں۔ بعض مقامات پر امام ابن ابی لیلیٰؒ کے اقوال کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ یہ کتاب فقہ اور آثارِ اہل عراق کی نہایت جامع تصویر پیش کرتی ہے۔

امام محمدؒ اس کتاب میں امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے مذہب کے مطابق فروع وفقہیہ بیان کرتے ہیں اور اس کے ساتھ اپنی رائے کا اظہار بھی کرتے ہیں اور اگر کسی فروعی مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں تو اس کی وضاحت بھی کر دیتے ہیں ، بصورت دیگر ایسا نہیں کرتے جیسا کہ اس کی صراحت وہ خود ایک جگہ کرتے ہیں:

" قَدْ بَيَّنْتُ لَكُمْ قَوْلَ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَقَوْلِي، وَمَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ اخْتِلَافٌ فَهُوَ قَوْلُنَا جَمِيعًا۔"[36]

ترجمہ: میں تمہارے لیے امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور اپنا قول بیان کر چکا ہوں، اور جس مسئلے میں اختلاف نہیں، وہ ہم سب کا مشترکہ قول ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جہاں اختلاف ہوتا ہے وہاں میں وضاحت کر دیتا ہوں اور جہاں اختلاف نہیں ہوتا وہ پھر ہم سب کا قول ہوتا ہے۔یعنی اگر کسی مسئلے کو مطلق طور پر ذکر کیا جائے تو اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ اس پر امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ تینوں کا اتفاق ہے۔اور اگر اختلاف کی صورت ہو تو ہر قول اپنے قائل کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے۔امام محمدؒ عام طور پر دلائل ذکر نہیں کرتے ایسے موقع پر جہاں مسائل پر دلالت کرنے والی احادیث موجود ہوتی ہیں اور فقہاء کے علم میں ہوتی ہیں ۔

امام محمدؒ نے فقہی مسائل کو ابواب و موضوعات کی شکل میں جمع کیا۔ہر باب کا آغاز بنیادی مسائل سے کرتے، مثلاً: کتاب الصلاۃ، کتاب البیوع، کتاب النکاح وغیرہ۔ان کی ترتیب یہ تھی کہ آپ نے ابتدا میں نماز کے مسائل کو جمع کیا اور اس مجموعے کو "کتاب الصلوۃ" کا نام دیا۔اسی طرح خرید و فروخت کے مسائل الگ جمع کر کے "کتاب البیوع" مرتب کی۔پھر دیگر موضوعات جیسے ایمان، اکراہ وغیرہ کے مسائل بھی اسی انداز پر الگ الگ لکھے۔بعد میں جب یہ تمام مستقل رسائل اور جزوات اکٹھے کیے گئے تو ایک بڑا اور جامع مجموعہ وجود میں آیا جسے "المبسوط" کہا گیا۔چنانچہ حاجی خلیفہ وضاحت کرتے ہیں:

"أَلَّفَهُ مُفْرَدَةً، أَوَّلًا، أَلَّفَ مَسَائِلَ الصَّلَاةِ وَسَمَّاهُ كِتَابَ الصَّلَاةِ، وَمَسَائِلَ الْبُيُوعِ

[36] شیبانی، الأصل-(العبادات)، 5/1۔

CC BY

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 18-02-2026

وَسَمَّاهُ كِتَابَ الْبُيُوعِ، وَهَكَذَا الْأَيْمَانُ وَالْإِكْرَاهُ، ثُمَّ جُمِعَتْ فَصَارَتْ مَبْسُوطًا، وَهُوَ الْمُرَادُ حَيْثُمَا وَقَعَ فِي الْكُتُبِ: قَالَ مُحَمَّدٌ فِي كِتَابِ فُلَانٍ كَذَا۔"[37]

ترجمہ: اسے (امام محمدؒ نے) الگ الگ تصنیف کیا، سب سے پہلے نماز کے مسائل لکھے اور اس کا نام کتاب الصلوٰۃ رکھا، پھر بیوع (خرید و فروخت) کے مسائل لکھے اور اس کا نام کتاب البیوع رکھا، اور اسی طرح ایمان (قسموں) اور اکراہ (جبر کے احکام) کے ابواب تصنیف کیے۔ پھر ان سب کو جمع کیا گیا، تو وہ ایک مفصل کتاب بن گئی (یعنی المبسوط)، اور یہی مراد ہوتی ہے جب کتابوں میں یہ جملہ آئے: "قال محمد في كتاب فلان كذا۔"

امام محمدؒ نے ہر فن اور ہر موضوع کو الگ کتاب کی صورت میں جمع کیا، اور جب یہ سب رسائل یکجا کیے گئے تو وہ "المبسوط" کے نام سے معروف ہوا۔ اس لیے فقہی کتب میں جب کہا جاتا ہے "قال محمد فی المبسوط" تو اس سے مراد یہی مجموعہ ہوتا ہے، البتہ ہدایہ کی شروح میں "مبسوط" سے مراد "مبسوط السرخسی" لیا جاتا ہے۔

امام محمدؒ نے کتاب کے ہر باب کی ابتدا ان آثار و روایات سے کی ہے جو ان کے نزدیک زیادہ قوی اور صحیح تھے۔ انہی آثار سے مسائل اخذ کر کے بیان فرماتے اور پھر اگر کوئی اعتراض یا اشکال ہوتا تو اس کا جواب بھی دیتے۔ مسائل کی ترتیب میں امام محمدؒ نے پہلے اپنے اساتذہ، امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کی آراء بیان کیں، اور ضرورت پڑنے پر اپنی رائے بھی ذکر فرمائی۔

کتاب الاصل میں امام محمد شیبانیؒ کے ہر باب کا آغاز آثار سے کرنے کی مثال:

" قَالَ مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ: أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ إِذَا صَلَّى إِلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ، ثُمَّ عَلِمَ أَنَّهُ قَدْ أَخْطَأَ، فَإِنَّهُ يُعِيدُ مَا كَانَ فِي وَقْتٍ.."[38]

ترجمہ: محمد بن حسن کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے ہمیں حماد کے واسطے سے ابراہیم (نخعی) سے خبر دی کہ انہوں نے فرمایا: اگر کوئی شخص غلط سمت میں نماز پڑھ لے اور پھر وقت کے اندر اپنی غلطی معلوم ہو جائے تو اسے نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی۔

یہاں امام محمدؒ نے روایت کے بعد اثر اور پھر مسئلہ بیان کیا، اور ساتھ ہی فقہائے کوفہ کے منہجِ احتیاط کو بھی نمایاں کیا۔

امام محمدؒ نے احادیث کو دلیل کے طور پر بہت کم نقل کیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانے کے فقہاء کے درمیان وہ روایات اور آثار پہلے ہی تسلیم شدہ اور متفقہ حیثیت رکھتے تھے۔ چونکہ "المبسوط" میں مذکور تمام مسائل یا تو براہِ راست قرآن و سنت سے ماخوذ

[37] حاجی خلیفہ، **کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون**، 237/6۔

[38] شیبانی، **الأصل-(العبادات)** کتاب التحری، 13/3۔

CC BY

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 18-02-2026

ہیں یا اجتہاد کے ذریعے ان سے مستنبط کیے گئے ہیں، اس لیے امام محمدؒ نے ان دلائل کو تفصیل سے ذکر نہیں کیا۔ لیکن جہاں ضرورت محسوس کی وہاں آثار کا ذکر کیا ہے:

کتاب الأصل میں امام محمد شیبانیؒ کے احادیث وآثار کے تذکرہ کی مثال:

" وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ وَمُحَمَّدٌ: إِنْ قَرَأَ الرَّجُلُ الَّذِي يُصَلِّي تِلْكَ السَّجْدَةَ بِعَيْنِهَا فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ مَا سَمِعَهَا، فَإِنَّهُ يَسْجُدُهَا وَتَجْزِيهِ مِنْ سَمَاعِهِ الْأُولَى، وَلَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يَقْضِيَهَا. وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ وَمُحَمَّدٌ: لَوْ كَانَ الرَّجُلُ الَّذِي يُصَلِّي هُوَ الَّذِي قَرَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ، ثُمَّ سَمِعَهَا مِنْ ذَلِكَ الرَّجُلِ، أَجْزَاهُ أَنْ يَسْجُدَهَا فِي الصَّلَاةِ مِنْهُمَا جَمِيعًا."[39]

ترجمہ: اور یہ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے فرمایا: اگر کوئی شخص جو نماز پڑھ رہا ہو، وہی اسی سجدۂ تلاوت والی آیت نماز میں پڑھ لے، بعد اس کے کہ وہ اسے پہلے سن چکا تھا، تو وہ اس کے لیے اس سجدے کو (نماز میں) کرلے گا، اور یہ سجدہ اس کے پہلے سننے کی طرف سے کافی ہو جائے گا، اور اس پر اسے دوبارہ قضا کرنا لازم نہیں۔ اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے فرمایا: اگر وہ شخص جو نماز پڑھ رہا ہے، وہی پہلا قاری ہو جس نے اس آیت کو پہلے پڑھا تھا، پھر بعد میں کسی دوسرے شخص سے وہی آیت سنی، تو اس کے لیے کافی ہے کہ وہ ایک ہی سجدہ نماز میں دونوں (قراءت اور سماع) کی طرف سے کرلے۔"

سب سے پہلے امام ابو حنیفہؒ کا قول الگ ذکر کیا۔ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کا موقف بیان کیا۔ پھر خود امام محمدؒ نے دلیل بھی دی ("لأن السنة جاءت...")۔ امام محمدؒ نے ابو عبدالرحمٰن السلمی (تابعی) کا اثر نقل کیا جو تعلیمِ قرآن کے دوران بار بار سجدہ تلاوت پڑھواتے تھے اور اس سے استنباط کیا کہ ایک مجلس میں ایک ہی سجدہ کافی ہے۔

اس اقتباس سے امام محمد کے منہج کی وضاحت ہوتی ہے کہ امام محمدؒ پہلے اختلافِ اقوال ذکر کرتے ہیں۔ پھر علت و استدلال بیان کرتے ہیں۔ آخر میں اثر یا حدیث سے تائید لاتے ہیں۔ یہ مثال فقہ اسلامی کی عملی لچک اور آسانی کو ظاہر کرتی ہے، جو امام محمدؒ کے منہجِ تدوین سے بخوبی جھلکتی ہے۔

امام محمدؒ کی کتاب الاصل کی امتیازی خصوصیات میں یہ بھی شامل ہے کہ آپ مسائل فقہیہ میں اپنے مشائخ کے اقوال کے ساتھ ساتھ دیگر فقہاء کے اقوال بھی نقل کرتے ہیں، تاکہ اختلافی جہات واضح ہوں۔ اس ضمن میں آپ امام ابن أبی لیلیٰؒ کے اقوال بھی ذکر کرتے ہیں۔

[39] شیبانی، الأصل-(العبادات)، کتاب الصلاۃ، باب السجدہ، 322/1۔

CC BY

کتاب الاَصل میں امام محمد شیبانیؒ کے اسلوبِ اختلاف کی مثال:

" قَالَ مُحَمَّدٌ: اخْتَلَفَ أَبُو حَنِيفَةَ وَابْنُ أَبِي لَيْلَى فِي مَنْ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ ثَوْبًا لِيَقْصُرَهُ بِدِرْهَمٍ، فَقَصَّرَهُ وَزَادَ عَلَيْهِ فِي الطُّولِ أَوْ نَقَصَ مِنْهُ، فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: عَلَيْهِ الضَّمَانُ، وَقَالَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى: لَا ضَمَانَ عَلَيْهِ."[40]

ترجمہ: محمدؒ نے کہا: امام ابو حنیفہؒ اور ابن ابی لیلیٰ کے درمیان اس شخص کے بارے میں اختلاف ہوا جس نے ایک شخص کو ایک درہم کے عوض کپڑا دیا تاکہ وہ اسے چھوٹا کر دے۔ پس اس نے اسے کاٹا لیکن اس میں (مطلوبہ مقدار سے) زیادہ کمی یا زیادتی کر دی۔ تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا: "اس پر ضمان (یعنی نقصان کا تاوان) لازم ہے۔" اور ابن ابی لیلیٰ نے فرمایا: "اس پر کوئی ضمان نہیں۔"

یعنی امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر کسی نے کپڑا درزی کو ایک درہم کے عوض چھوٹا کرنے کے لیے دیا، لیکن اس نے زیادہ کاٹ دیا یا کمی کر دی تو اس پر ضمان (تاوان) لازم ہوگا۔ امام ابن ابی لیلیٰؒ فرماتے ہیں کہ اس پر کوئی ضمان نہیں۔ یہ اختلاف کام کے معیار اور ذمہ داری پر مبنی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کاریگر اگر اپنے کام میں کمی یا زیادتی کرے تو وہ نقصان کا ذمہ دار ہوگا، کیونکہ یہ اس کی پیشہ ورانہ غفلت شمار ہوگی۔ امام ابن ابی لیلیٰؒ کے نزدیک چونکہ کاریگر کو اصل کام کے عوض اجرت دی گئی تھی، لہٰذا کمی بیشی کی صورت میں ضمان نہیں۔

اس مثال سے معلوم ہوتا ہے کہ امام محمدؒ نے اختلافات نقل کر کے نہ صرف فقہی بصیرت فراہم کی بلکہ آئندہ نسلوں کو پیشہ ورانہ معاملات میں احتیاط و ذمہ داری کا درس بھی دیا، جو آج کے بزنس، معاہدات اور سروس پرووائیڈرز کے لیے بہت موزوں رہنمائی ہے۔

امام محمد شیبانیؒ کے منہج کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ صرف ایک مسئلہ بیان کرنے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اس کے ساتھ متعدد فروعات اور تفصیلی دلائل ذکر کرتے ہیں۔ اس سے نہ صرف استدلال کی گہرائی ظاہر ہوتی ہے بلکہ فقہی بصیرت مسائل کی وسعت و احتمالات، عملی اطلاقات اور استنباطی قوت کا اظہار ہوتا ہے۔ اس طرز نے "فقہ حنفی" کو صرف جزئیات کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک جامع فقہی نظام بنایا۔

کتاب الاَصل میں امام محمد شیبانیؒ کے اسلوبِ استدلال اور فروعات کی وسعت کی مثال:

" قُلْتُ: أَرَأَيْتَ مُسَافِرًا تَيَمَّمَ بِالصَّعِيدِ، وَالْمَاءُ مِنْهُ قَرِيبٌ، وَهُوَ لَا يَعْلَمُ بِهِ، فَصَلَّى بِتَيَمُّمِهِ ذَلِكَ وَسَلَّمَ، ثُمَّ عَلِمَ بِالْمَاءِ، قَالَ: صَلَاتُهُ تَامَّةٌ إِذَا لَمْ يَعْلَمْ بِالْمَاءِ،

[40] ابو عبداللہ محمد بن الحسن الشیبانی، الاَصل۔(العبادات)، کتاب الدیات، باب جنایۃ المدبر، 634/4۔

وَهُوَ بِمَنْزِلَةِ مَنْ لَا يَجِدُ الْمَاءَ. قُلْتُ: أَرَأَيْتَ مُسَافِرًا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ، وَهُوَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ، وَلَا يَجِدُ الْمَاءَ إِلَّا قَدْرَ مَا يَغْسِلُ فَرْجَهُ، أَوْ قَدْرَ مَا يَغْسِلُ وَجْهَهُ، لَا يَبْلُغُ؟"[41]

ترجمہ: میں نے کہا: آپ کا کیا خیال ہے ایک مسافر کے بارے میں جس نے مٹی سے تیمم کیا، اور پانی اس کے قریب تھا مگر وہ اسے نہیں جانتا تھا، پھر اس نے اسی تیمم سے نماز ادا کی اور سلام پھیرا، پھر بعد میں اسے پانی کا علم ہو گیا؟ (امام محمدؒ نے فرمایا:) "اگر اسے نماز کے وقت پانی کا علم نہیں تھا، تو اس کی نماز کامل (صحیح) ہے، اور وہ ایسے ہی ہے جیسے وہ شخص جو واقعی پانی نہ پائے۔" میں نے کہا: آپ کا کیا خیال ہے ایک مسافر کے بارے میں جس پر نماز کا وقت آ گیا، اور وہ بے وضو تھا، اور اسے پانی نہیں ملا مگر اتنی مقدار جو صرف اس کے شرمگاہ دھونے کے لیے کافی ہو یا اتنی مقدار جو صرف چہرہ دھونے کے لیے کافی ہو——(یعنی وضو کے لیے مکمل پانی نہیں پہنچتا)——پھر کیا حکم ہے؟

یعنی اگر کوئی مسافر مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لے جبکہ قریب ہی پانی موجود تھا لیکن اسے خبر نہ تھی، پھر نماز مکمل کرنے کے بعد اسے پانی کے موجود ہونے کا علم ہوا؟ امام محمدؒ نے فرمایا: اگر اسے پانی کا علم نہ تھا تو اس کی نماز مکمل ہے، اور وہ ایسا ہی ہے جیسے کسی کو واقعی پانی نہ ملا ہو۔ میں نے کہا: آپ کیا فرماتے ہیں اگر کسی مسافر پر نماز کا وقت آ جائے اور وہ بے وضو ہو، لیکن پانی صرف اتنی مقدار میں ہو کہ وہ صرف اپنی شرمگاہ دھو سکے یا صرف اپنا چہرہ دھو سکے، لیکن وضو پورا کرنے کے لئے کافی نہ ہو؟

یہاں امام محمدؒ نے پہلا مسئلہ (نماز کے بعد پانی کا علم ہونا) کے حوالے سے اصولی قاعدہ بیان کیا کہ "عدم العلم، عدم الوجود کے حکم میں ہے" یعنی اگر کسی کو پانی کی موجودگی کا علم ہی نہیں تھا تو وہ "فاقد الماء" کے حکم میں ہوگا، اور اس کا تیمم و نماز دونوں درست ہیں۔ دوسرا مسئلہ (پانی کی ناکافی مقدار) کے حوالے سے امام محمدؒ یہاں پر ایک فروعی مثال سے اجتہادی وسعت دکھاتے ہیں کہ اگر پانی صرف تھوڑی مقدار میں ہو، تو اس کا استعمال کس چیز پر مقدم ہوگا؟ اصول یہ ہے کہ جس چیز کی طہارت واجب ہے (مثلاً حدث و نجاست دونوں)، اس میں ترجیح دی جائے گی۔ یہ بحث دراصل "تعارض واجبات" اور "ترجیح ضرورت" کا اصولی پہلو کھولتی ہے۔

اس مثال سے واضح ہوتا ہے کہ امام محمدؒ ایک اصل مسئلہ ذکر کرتے ہیں، پھر اس کے ساتھ فروعات اور مختلف احتمالات کا اجتہادی حل بھی بیان کرتے ہیں۔

امام محمد شیبانیؒ کے منہج اسلوب کی ایک اہم خصوصیت احتیاط اور سہولت میں توازن ہے کہ وہ مسائل میں احتیاط (یعنی عبادت کی

---

[41] أبو عبد الله محمد بن الحسن الشيباني، الأصل-(العبادات)، كتاب الصلاة، باب التيمم بالصعيد، 110/1۔

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 18-02-2026

تکمیل و حفاظت)اور سہولت (یعنی مکلف پر سختی نہ ہو) کے درمیان توازن قائم کرتے ہیں۔بعض مسائل میں شدید احتیاط (احتیاط فی الدین)اپنائی گئی،اور بعض میں سہولت (یسر و آسانی) کو اختیار کیا گیا۔یہ اسلوب فقہ حنفی کے عملی اور اعتدالی مزاج کو ظاہر کرتا ہے۔

کتاب الأصل میں امام محمد شیبانیؒ کے اسلوبِ احتیاط اور سہولت میں توازن کی مثال:

"قُلْتُ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ تَطَوُّعًا وَهُوَ رَاكِبٌ، فَقَرَأَ سَجْدَةً، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ قَرَأَهَا فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بَعْدَ مَسِيرَةِ سَاعَةٍ، قَالَ: لَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يَسْجُدَهَا إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً لَهُمَا جَمِيعًا، لِأَنَّهَا صَلَاةٌ وَاحِدَةٌ، لَا يُسْجَدُ فِيهَا سَجْدَةٌ وَاحِدَةٌ مَرَّتَيْنِ، وَهَذَا بِمَنْزِلَةِ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ، أَلَا تَرَى لَوْ أَنَّ رَجُلًا سَهَا فِي صَلَاةٍ مَرَّاتٍ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ إِلَّا سَجْدَتَانِ."[42]

ترجمہ: میں نے کہا: آپ کا کیا خیال ہے اس شخص کے بارے میں جو سواری پر نفل نماز شروع کرے، پھر دورانِ نماز ایک آیتِ سجدہ پڑھے، پھر کچھ دیر (ایک گھڑی) چلتا رہا، پھر رکوع کیا اور نماز کا سجدہ کیا، پھر دوسری رکعت میں بھی وہی آیت پڑھی، تقریباً ایک گھڑی کے فاصلہ کے بعد—— (امام محمدؒ نے فرمایا:) "اس پر دونوں مرتبہ کے لیے صرف ایک ہی سجدہ واجب ہے، کیونکہ یہ ایک ہی نماز ہے، اور ایک نماز میں ایک ہی سجدہ دو مرتبہ ادا نہیں کیا جاتا۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے سجدۂ سہو (بھول چوک کا سجدہ)؛ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر کوئی شخص ایک ہی نماز میں بار بار بھول جائے، تب بھی اس پر صرف دو سجدے (سجدتین) واجب ہوتے ہیں۔"

امام محمدؒ نے اس پر سجدہ لازم رکھا، کیونکہ آیتِ سجدہ کی قراءت ہوئی۔ یہ سجدہ نماز کے ساتھ مربوط ہے، اس لیے ترک نہیں کیا گیا۔ یہ ان کے احتیاط کے پہلو کو واضح کرتا ہے۔ ایک ہی نماز میں ایک آیت سجدہ بار بار پڑھی گئی تو بار بار سجدے کی مشقت نہیں ڈالی گئی۔ امت پر آسانی کے لیے اسے ایک ہی سجدہ قرار دیا گیا۔ یہ ان کے سہولت کے پہلو کو واضح کرتا ہے۔ اس میں جس اصولی نکتہ کو بیان کیا گیا ہے وہ ایک ہی عبادت (نماز) کے اندر بار بار پیش آنے والی ایک ہی جنس کی خطا یا تقاضا (سہو یا سجدہ) کے لیے ایک مرتبہ اداء کافی ہے۔ اس میں "تداخل" (یعنی ایک فعل کا متعدد مقامات کے لیے کافی ہو جانا) کا اصول کارفرما ہے۔

المختصر امام محمدؒ کا منہج تدوینِ فقہ دراصل فقہ حنفی کی فکری و اصولی بنیادوں کی ایک علمی تعبیر ہے۔ آپ نے کتاب الاصل میں فقہی مسائل کو محض نقل و روایت کی بنیاد پر نہیں بلکہ گہرے اجتہاد، قیاسِ صحیح اور اصولِ استنباط کے ذریعے منظم انداز میں مرتب کیا

---

[42] شیباني، الأصل-(العبادات) کتاب الصلاۃ، باب السجدہ، 328/1

CC BY

۔ان کی فقہی تصنیفات میں ترتیب استدلال اور اصولی منہج کا امتزاج پایا جاتا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام محمدؒ محض شارح نہیں بلکہ مجتہد فی المذاہب تھے۔ان کے اسلوب میں امام ابو حنیفہؒ کا فکری تسلسل اور امام ابو یوسفؒ کے تطبیقی ذوق کا امتزاج نظر آتا ہے ۔یہی وجہ ہے کہ ان کی کتاب الاصل فقہ حنفی کے علمی ارتقاء کی بنیاد اور بعد کے فقہاء کے لئے اصولی رہنمائی کا منبع بن گئی۔

امام محمدؒ نے اپنے منہج میں نصوص شرعیہ، آثارِ صحابہ، تعامل اُمت اور عقلی استدلال کو یکجا کر کے ایک ایسا فقہی نظام پیش کیا ہے جو جامع، متوازن، اور عملی زندگی سے مربوط ہے۔ان کی تدوینی کاوشوں نے فقہ کو روایت سے استدلال اور اجتہاد کے مقام تک پہنچایا، جس کے اثرات بعد کے تمام فقہاء پر نمایاں ہیں یہی وجہ ہے کی ان کی تصنیفات فقہ کی تدوینی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں، جو آج بھی علمی دنیا میں منہج استنباط اور اصول فقہ کے لئے نمونہ عمل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

نتائج البحث

- امام محمد الشیبانیؒ نے فقہ اسلامی کی تدوین میں ایک علمی و منہجی ڈھانچہ فراہم کیا، جس نے فقہ کو روایت سے مدوّن اور منظم علمی شکل عطا کی۔
- کتاب الاصل میں فقہی ابحاث کی ابتداء آثارِ صحابہ وتابعین سے کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ امام محمدؒ نے فقہ کی بنیاد کو براہِ راست سلف صالحین کی روایت پر استوار کیا۔
- امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے اقوال کو اپنے مباحث میں شامل کر کے فقہ حنفی کی علمی تسلسل اور فکری یکجہتی کو قائم رکھا۔
- دلائل کی پختگی، مسائل کی جامعیت اور سلاستِ بیان نے کتاب الاصل کو فقہ حنفی کا بنیادی ماخذ اور علمی سرمایہ بنا دیا، جس سے بعد کی فقہی کتب نے استفادہ کیا۔
- امام محمدؒ کا اسلوب تدوین آج کے دور میں اسلامی قانون کی تجدید، فقہی تحقیقات اور عصری مسائل کے حل کے لئے ایک مثالی ماڈل فراہم کرتا ہے۔
- عصر حاضر میں کتاب الاصل سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ فقہ کو ہمیشہ آثارِ سلف، اجتہادی بصیرت اور منہجی ترتیب کی بنیاد پر مدوّن کیا جانا چاہیے تاکہ جدید تقاضوں کو پورا کیا جا سکے۔

تجاویز اور سفارشات

- فقہی ابحاث کی تدوین میں امام محمد الشیبانیؒ کے منہجی اسلوب کو سامنے رکھ کر عصر حاضر کے نئے مسائل کا حل تلاش کیا جائے تاکہ فقہ اسلامی کی ہمہ گیری آج کے تقاضوں کے مطابق اجاگر ہو۔

- کتاب الاصل میں موجود فقہی ذخیرہ کو جدید تحقیقاتی اسلوب کے مطابق مستقل موضوعاتی انسائیکلوپیڈیا کی شکل دی جائے تاکہ طلبہ، محققین اور قانون دانوں کے لئے آسانی سے استفادہ ممکن ہو۔
- جامعات اور تحقیقی مراکز میں فقہ مقارنہ کی تدریس کے دوران امام محمدؒ کے اسلوب کو بطور Case Study شامل کیا جائے تاکہ علمی اختلاف کو برداشت کرنے اور دلائل کی بنیاد پر ترجیح دینے کا سلیقہ پیدا ہو۔
- عصر حاضر میں فقہی تحقیقات کو صرف متون کی شرح تک محدود رکھنے کے بجائے امام محمدؒ کے اسلوب کے مطابق آثارِ سلف اور اجتہادی بصیرت کے امتزاج سے آگے بڑھایا جائے۔
- بین الاقوامی سطح پر اسلامی فقہ کی اہمیت اجاگر کرنے کے لیے کتاب الاصل کے تراجم، تعلیقات اور تحقیقی مقالات کو مختلف زبانوں میں شائع کیا جانا ضروری ہے۔

CC BY

مصادر و مراجع

1. ابوٗاسحاق إبراہیم بن علی شیرازی ،طبقات الفقہاء،المحقق احسان عباس،(بیروت: دار الرائد العربی،1970ـ)۔
2. أبو العباس شمس الدین أحمد بن محمد بن إبراھیم بن أبي بکر ابن خلکان، وفیات الأعیان و أنباء أبناء الزمان، المحقق إحسان عباس(بیروت: دار صادر، 1971ء)۔
3. ابو بکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب بغدادی، تاریخ بغداد، (بیروت؛دار الغرب الاسلامی، 1422)۔
4. أبو عبد الله محمد بن الحسن شیباني ، الأصل - (العبادات)، والتعلیق : أبو الوفا الأفغاني، کتاب التحری، (العثمانیه: مطبعة مجلس دائرة المعارف، 1966ـ)۔
5. ابو عمر یوسف بن عبد البر، الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الفقہاء، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س۔ن)۔
6. ابو عمر یوسف بن عبد البر، التمہید لما فی الموٗطا من المعانی والاسانید، محقق: مصطفی بن احمد العلوی، (المغرب: وزارۃ عموم الاوٗقاف والشوٗون الاسلامیہ، 1387ھ)۔
7. احمد رضا خان، جامع الحدیث، مترجم محمد حنیف خان رضوی، (گجرات: مرکز اہل سنت برکات رضا، 2001ء)۔
8. ڈاکٹر محمد الدسوقی ، امام محمد حسن شیبانی اور ان کی خدمات، مترجم حافظ شبیر احمد، محمد یوسف فاروقی، (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، 2005)458۔
9. شہاب الدین ابو عبداللہ حموی، معجم البلدان، (بیروت: دار صادر، 1995م)۔
10. علی احمد ندوی، الامام محمد بن الحسن الشیبانی نابغۃ الفقہ الاسلامي، (دمشق: دار القلم، 1414ھ)۔
11. فقیر محمد جہلمی، حدائق الحنفیہ، (کراچی: مکتبہ ربیعہ، س۔ن)۔
12. محمد ابراھیم ، دراسات فی الفقہ الاسلامی، المبحث المذہب عند الحنفیہ، (المملکۃ السعودیہ: مرکز البحث العلمی و احیاء التراث الاسلامی، س۔ن۔)21۔
13. محمد أمین افندی الشھیر بابن عابدین، شرح المنظوۃ المسماۃ بعقود رسم المفتي، (استنبول: در سعادت، 1325ھ۔)۔
14. محمد بن احمد بن ابی سھل شمس الائمۃ سرخسی، المبسوط، (مسر: مطبعۃ السعادۃ، س۔ن)۔
15. محمد بن الحسن شیباني، الأصل-(البیوع والسَّلَم)، محقق شفیق شحاتہ، (قاھرہ: مطبعہ جامعۃ، 1954م۔)
16. محمد زاہد بن حسن کوثری ، بلوغ الامانی فی سیرۃ الامام محمد بن الحسن الشیبانی، (مصر: المکتبۃ الازہریہ للتراث، 1418ھ)۔

مصطفی عبداللہ قسطنطینی ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، (لندن: موسۃ الفرقان للتراث الاسلامی- مرکز دراسات المخطوطات الاسلامیہ، 1443ھ۔)۔

Scholar Insight Journal
https://scholarinsightjournal.com/
Volume.4, Issue.1 (Jan-Mar-2026)
Acceptance Date03-02-2026

HEC PAKISTAN Y Category
ONLINE - ISSN- 3006-9785
PRINT - ISSN- 3007-245X
Publication Date: 18-02-2026

Bibliography

1. Al-Shīrāzī, Abū Isḥāq Ibrāhīm ibn ʿAlī. (1970). *Ṭabaqāt al-fuqahāʾ* (Ed. Iḥsān ʿAbbās). Beirut: Dār al-Rāʾid al-ʿArabī.
2. Ibn Khallikān, Abū al-ʿAbbās Shams al-Dīn Aḥmad ibn Muḥammad ibn Ibrāhīm ibn Abī Bakr. (1971). *Wafayāt al-aʿyān wa anbāʾ abnāʾ al-zamān* (Ed. Iḥsān ʿAbbās). Beirut: Dār Ṣādir.
3. Al-Khaṭīb al-Baghdādī, Abū Bakr Aḥmad ibn ʿAlī ibn Thābit. (1422 AH). *Tārīkh Baghdād*. Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī.
4. Al-Shaybānī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn al-Ḥasan. (1966). *Al-Aṣl (al-ʿIbādāt)* (Commentary by Abū al-Wafāʾ al-Afghānī, Kitāb al-Taḥrī). Al-ʿUthmāniyyah: Maṭbaʿat Majlis Dāʾirat al-Maʿārif.
5. Ibn ʿAbd al-Barr, Abū ʿUmar Yūsuf ibn ʿAbd Allāh. (n.d.). *Al-Intiqāʾ fī faḍāʾil al-thalāthah al-fuqahāʾ*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah.
6. Ibn ʿAbd al-Barr, Abū ʿUmar Yūsuf ibn ʿAbd Allāh. (1387 AH). *Al-Tamhīd limā fī al-Muwaṭṭaʾ min al-maʿānī wa al-asānīd* (Ed. Muṣṭafā ibn Aḥmad al-ʿAlawī). Morocco: Wizārat ʿUmūm al-Awqāf wa al-Shuʾūn al-Islāmiyyah.
7. Khān, Aḥmad Riḍā. (2001). *Jāmiʿ al-ḥadīth* (Trans. Muḥammad Ḥanīf Khān Riḍwī). Gujrat: Markaz Ahl al-Sunnah Barakāt Riḍā.
8. Al-Dusūqī, Muḥammad. (2005). *Imām Muḥammad Ḥasan Shaybānī aur un kī khidamāt* (Trans. Ḥāfiẓ Shabīr Aḥmad & Muḥammad Yūsuf Fārūqī). Islamabad: Idārah Taḥqīqāt Islāmīyah.
9. Al-Ḥamawī, Shihāb al-Dīn Abū ʿAbd Allāh. (1995). *Muʿjam al-buldān*. Beirut: Dār Ṣādir.
10. Nadwī, ʿAlī Aḥmad. (1414 AH). *Al-Imām Muḥammad ibn al-Ḥasan al-Shaybānī: Nābighat al-fiqh al-Islāmī*. Damascus: Dār al-Qalam.
11. Jhelumī, Faqīr Muḥammad. (n.d.). *Ḥadāʾiq al-Ḥanafiyyah*. Karachi: Maktabah Rabīʿah.
12. Ibrāhīm, Muḥammad. (n.d.). *Dirāsāt fī al-fiqh al-Islāmī: al-Madhhab ʿinda al-Ḥanafiyyah* (p. 21). Saudi Arabia: Markaz al-Baḥth al-ʿIlmī wa Iḥyāʾ al-Turāth al-Islāmī.
13. Ibn ʿĀbidīn, Muḥammad Amīn Afandī. (1325 AH). *Sharḥ al-manẓūmah al-musammāh bi-ʿUqūd Rasm al-Muftī*. Istanbul: Dār Saʿādat.
14. Al-Sarakhsī, Muḥammad ibn Aḥmad ibn Abī Sahl Shams al-Aʾimmah. (n.d.). *Al-Mabsūṭ*. Egypt: Maṭbaʿat al-Saʿādah.
15. Al-Shaybānī, Muḥammad ibn al-Ḥasan. (1954). *Al-Aṣl (al-Buyūʿ wa al-Salam)* (Ed. Shafīq Shaḥātah). Cairo: Maṭbaʿat al-Jāmiʿah.
16. Al-Kawtharī, Muḥammad Zāhid ibn Ḥasan. (1418 AH). *Bulūgh al-amānī fī sīrat al-Imām Muḥammad ibn al-Ḥasan al-Shaybānī*. Egypt: Al-Maktabah al-Azhariyyah li al-Turāth.
17. Al-Qusṭanṭīnī, Muṣṭafā ʿAbd Allāh (Kātib Çelebi). (1443 AH). *Kashf al-ẓunūn ʿan asāmī al-kutub wa al-funūn*. London: Muʾassasat al-Furqān li al-Turāth al-Islāmī – Markaz Dirāsāt al-Makhṭūṭāt al-Islāmiyyah.

CC BY